علامہ اقبال کے عشق رسول ﷺ کے نظائر اوران کے اثرات، ایک تحقیقی جائزہ

An Overview of Allama Iqbal's love for our beloved prophet Hazrat Muhammad Sallalaho Alaihe Wassalam and its effects

ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال [1]

Abstract

Dr. Allama Muhammad Iqbal is a well known philosopher, poet and a leader of the Muslim World. His literary work shows his inspiration with Islam. He is also well known for his Muslim ideology and his great respect and love for the prophet صلی اللہ علیہ وسلم. He invokes Muslims through his poems and active participation in politics. He enlightens the path of struggle to gain the lost respectful place among the nations of this world. He made realize all the Muslims about their strength as a Nation by following the rules set by prophet صلی اللہ علیہ وسلم.

اقبال کی ذہانت وحکمت محتاج بیان نہیں جس موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہیں اسے بے مثال بنا دیتے ہیں اس میں روایات ملی کی نگاہ بانی ہو یا قوم کی زبوں حالی وراثت اسلامیہ کا ذکر ہو یا مسلمانوں کے تابناک ماضی کا قصہ آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ "بانگ درا" میں بلاد اسلامیہ "کے عنوان سے آپ کی طویل نظم ہے اس نظم میں اسلامی تہذیب کے شاہکار شہروں اور کرداروں کا ذکر اقبال نے منفرد انداز میں کیا ہے اس میں چند اشعار ایسے ہیں جن کا تاثر قاری کے ذہن پر اس قدر اثر انداز ہوتا ہے کہ ایک طوفان برپا کر دیتا ہے۔ اس نظم میں ملت اسلامیہ کی مرکزیت کا ایسا نقطہ جاذبہ اقبال نے پیش کیا ہے جس میں جذبات وروایات اور کیفیات ایک خاص شناخت رکھتی ہیں یہ شناخت ملت اسلامیہ کو اقوام عالم میں منفرد مقام عطا کرتی ہے آفاقی تہذیب کے شاہکار اور تحفظ انسانیت کا نظریہ احترام انسانیت کے اسباق زندگی اقوام عالم کیلئے مثال ہیں۔ علامہ اقبال جب رسول اللہ کی قدم بوسی کرتے ہیں تو الفاظ اور جذبات کا حسین امتزاج نظر آتا ہے جس سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اس نظم میں آپ نے مدینہ منورہ کا اعزاز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

---

[1] ایسوسی ایٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی

علامہ اقبال کے عشق رسول ﷺ کے نظائر

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہ مصطفےٰ دید ہے کعبہ کو تیری حج اکبر سے سوا
خاتم ہستی میں تو تاباں ہے مانند نگیں اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں
تجھ میں راحت اس شہنشاہ معظم کو ملی جس کے دامن میں اماں اقوام عالم کو ملی (۱)

علامہ اقبال مدینے کی سرزمین سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں جس زمین کو حضور ﷺ کی خواب گاہ کا منصب حاصل ہوا اس کا درجہ حج سے بڑھ کر ہے وہ پاک سرزمین ہے جس سے کعبہ حج سے بھی بڑھ کر جانا جاتا ہے تو کائنات میں اس طرح ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ چمک رہا ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ کی عظمت تیرے دم سے ہے اسلام جیسی نعمت تیری سرزمین پر پوری ہوئی تھی جس کے باعث مسلمانوں کو دنیا میں قابل فخر مقام ملا۔ حضور ﷺ نے اپنی آرام گاہ کے طور پر تیرا انتخاب کیا جس شہنشاہ کے دامن میں تمام دنیا کی قوموں نے پناہ لی اس نسبت سے کہ مسلمان آخری نبی ﷺ کے نام کو دل میں جگہ دیتے ہیں سکون پاتے ہیں عزت پاتے ہیں اور دنیا کے شہنشاہ بنتے ہیں جنہوں نے قیصر و کسریٰ کی جگہ لی اور جمشید کا تخت انھیں عطا ہوا یہ سب مدینہ منورہ کا احترام ہے جس سے امت اسلامیہ میں استحکام ہے۔

علامہ اقبال کس قدر ولولہ انگیز الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے جانشین قیصر کے وارث مسند جم کے ہوئے
ہے اگر قومیت اسلام پابند مقام ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس ہے نہ شام
آہ یثرب! دیس ہے مسلم کا تو ماوا ہے تو نقطہ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو
جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں صبح ہے تو اس چمن میں گوہر شبنم ہم بھی ہیں (۲)

اگر اسلامی قومیت کیلئے کسی مقام یا قومیت کا پابند ہونا ضروری ہوتا ہے اس کی بنیاد ہندوستان بن سکتا ہے جو مسلم ثقافت کا مرکز بھی ہے۔ اس کے علاوہ ایران شام اور دیگر علاقے مسلمانوں کی ثقافت کے مراکز ہیں اس لیے مسلمانوں کا دیس ہیں۔ مگر مدینہ منورہ آرام گاہ رسول ہے اس لیے مسلم قومیت کی بنیاد ہے مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے تو ایسا نقطہ جاذب ہے جس پر اعلیٰ ترین تمدن کی بنیاد قائم ہے تو ہی مسلمانوں کے احساسات کی مرکزیت کا حاصل ہے جس احساس کو کسی ملک تک محدود نہیں کیا جاسکتا یہ ایک عالمگیر تہذیب کا نمائندہ ہے۔ مسلمانوں کی محبتوں کا مرکز و محور مدینہ ہے۔ اے سرزمین پاک جب تک تو دنیا کے نقشے پر قائم ہے ہم باقی ہیں گویا مسلمانوں کا وجود مدینہ منورہ کے باعث ہے ورنہ نہیں ہے۔ جس طرح سورج طلوع کے وقت شبنم کے قطرے سورج کی آمد کی خبر دیتے ہیں اور موتیوں کی طرح چمک کر اپنے وجود کا احساس دلاتے ہیں اسی طرح مسلمان مدینہ منورہ کی کرنوں کا اظہار بندگی ہیں دونوں لازم وملزوم اس نظم میں علامہ نے مرکزی خیال کے طور پر مسلمانوں کے تہذیبی مراکز کی تاریخی حیثیت اور اعلیٰ ترین روایات کا ذکر کرنے کے بعد حضور ﷺ کی ذات کو مسلمانوں کے وجود اتحاد اور بقاء کی ضمانت قرار دیا ہے۔

علامہ اقبال کے عشق رسول ﷺ کے نظائر

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، مسلمان ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔(بخاری)

(۳) علامہ اقبال نے "ترانہ ملی" "بانگ درا" میں مسلمانوں کی عالمی حیثیت اور اہمیت کے بارے میں فرمایا ہے

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا　　　مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا (۴)

ہماری قومیت کسی سرزمین سے مخصوص نہیں مسلمان چین کا ہو، عرب کا ہو یا ہندوستان کا فکری اعتبار سے ملت اسلامیہ کا حصہ ہے۔ ساری دنیا ہمارا وطن ہے۔ ہم ہر خطے میں موجود ہیں ہماری قوم اور ہماری شناخت ایک ہے ہمیں اسلام نے عالمگیر برادری کے رشتے میں باندھ دیا ہے کسی ملک کی سرحد برادری کے اس رشتے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ہماری شناخت ایک فکر ایک ذات اور ایک مقام سے ہے مدینہ منورہ ہماری مرکز نگاہ ہے۔

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا

علامہ اقبال نے برصغیر کے سیاسی منظر نامے میں ہوش سنبھالا تو اپنی مسلمان قوم کو انگریزوں کا غلام اور ہندوؤں کے زیر اثر پایا طالب علمی کے زمانے میں ہی دینی حمیت اور اسلامی شناخت پختہ ہونے اور حساس طبیعت کے باعث فلاح قوم کا جذبہ بتدریج پختہ ہوتا چلا گیا۔ اپنی تحریروں میں ملت اسلامیہ کی زبوں حالی کو موثر انداز میں بیان کیا نظم نثر دونوں میں اسلام سے محبت رسول ﷺ کی اطاعت اور ملت اسلامیہ کی بہتری ہر لحہ پیش نظر رہی اپنی معرکۃ الآراء نظموں میں مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا انھیں عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ وراثت اسلامیہ کی طرف راغب کیا اپنی نظم "ترانہ ملی" "بانگ درا" میں سرزمین اسلام کے عالمگیر نظریئے سے آگاہ کیا اور انھیں اللہ کی عبادت حضور ﷺ سے محبت اور سیرت پر عمل کرنے کا درس دیا رنگ و نسل خاندان زبان علاقہ جیسے تصورات کا قرآنی مفہوم عطا کیا توحید کی امانت اور شناخت پر فخر کرنا سکھایا اقوام عالم میں اپنی جگہ بنانے کیلئے سیرت رسول ﷺ سے استفادہ کا درس دیا آپ نے فرمایا۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم　　　سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو　　　تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو　　　اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا (۵)

ہم طوفان مغرب سے ڈرنے والے نہیں تاریخ گواہ ہے ہماری بہادری کے کارنامے دنیا کی زبان پر ہیں جس کی گواہی ہمارے مخالفین بھی دیتے ہیں اے اندلس کے باغ! تجھے وہ دن یاد ہیں جب ہم نے تجھے توحید جیسی نعمت سے نوازا ہسپانیہ فتح ہوا وہاں مسلمانوں کی عالی شان حکومت آٹھ سو سال تک قائم رہی مسلمانوں نے اس سرزمین کے باسیوں کو علم و فضل عطا کیا اور یورپ کو عمدہ ترین تہذیب دی علم دیا آج یورپ جس پر ناز کرتا ہے وہ مسلمانوں کی دین ہے اب بھی مسجد قرطبہ جامع مسجد غرناطہ کا الحمراء ہال اس

بات کی تصدیق کر رہا ہے۔ اے دریائے دجلہ کی لہر غور کر دجلہ مسلمانوں کا مسکن رہا ہے جہاں علم و تہذیب کی نہریں بہتی تھیں بغداد اسلامی علوم کا مرکز مسلمانوں نے آباد کیا اے سرزمین اسلام ہم نے اپنا خون دے کر تجھے سینچا ہم نے سرزمین پاک کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا علامہ اقبال ارض حرم پاک کو اپنے ایمانی جذبے کے ساتھ مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اے ارض پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم — ہے خوں تیری رگوں میں اب تک رواں ہمارا (۶)

اے سرزمین حجاز اے خواب گاہ رحمۃ للعالمین ہم نے تیری عزت و حرمت کیلئے جانیں قربان کیں تیری خاک کا ہر ذرہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے تو ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے تو مسجود ملائک ہے مسجود عالم ہے شہداء بدر واحد کے مراتب تیرے دم سے ہیں تیرا منصب متبرک ہے اس کی وجہ وہ ایمانی جذبہ ہے جو ہمیں رسول اللہ سے عطا ہوا ہے۔ آپ ﷺ مسلمانوں کے قافلے کے سردار ہیں سپہ سالار ہیں اقبال فرماتے ہیں۔

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا — اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا (۷)

ہمارے قافلے کے سردار جیسا دنیا نے نہیں دیکھا آپ ﷺ مسلمانوں کے سپہ سالار ہیں یہی پاک نام ہے جس کی برکت سے ہماری جانوں کو راحت ملتی ہے ہم اسی کے نام پر مرنے والے ہیں یہی نام ہمارے دلوں کی تسکین اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہے۔ ہم حق و صداقت کے علمبردار ہیں، ہم حق کیلئے لڑتے مرتے ہیں باطل کو مٹا اور فنا کر دیتے ہیں یہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اے رسول ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ سچ آ گیا جھوٹ نکل بھاگا بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا (سورۃ بنی اسرائیل)(۸)

علامہ اقبال اس فلسفہ مقصد حیات کے آغاز و انجام کے بعد اس توقع کا اظہار فرماتے ہیں

اقبال کا ترانہ بانگ درا ہے گویا — ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا (۹)

اقبال کے ان دعائیہ الفاظ میں اتنا اثر تھا کہ آپ کی وفات کے چند سال بعد ملت کا کارواں حریت و استقلال ایسے راستے پر چل پڑا جو حصول پاکستان کی منزل ٹھہرا اور اب یہ پیغام تعمیر پاکستان کا نعرہ بن چکا ہے۔ مسلم نشاۃ ثانیہ کا جو خواب علامہ نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے اور جو آرزو ان کے دل میں تھی وہی ہمارا لائحہ عمل ہے اور تدبیر منزل بھی ملت اسلامیہ کا روشن مستقبل اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مسلمانوں کا دیس اسلام اور محبت رسول ﷺ زندگی ہے

انسان جہاں پیدا ہوتا ہے اس سے طبعی محبت فطری امر ہے اسے دشمن سے بچانا اور اس کی بہتری کیلئے کام کرنا انسانی فطرت اور معاشرتی ضرورت ہے علامہ اقبال نے اس جذبے کو کہیں برا نہیں کیا۔ البتہ اقبال کو یورپ کا نسلی تفاخر قبول نہیں یورپ میں ہر قوم کی بنیاد وطن پر ہے انگلستان میں رہنے والا انگریز کہلاتا ہے فرانس میں رہنے والا فرانسیسی ور جرمنی کا باشندہ جرمن کہلاتا ہے یورپ کے اس

نظریئے نے طبقاتی نظام کو جنم دیا ہے اور عالمی جنگوں میں انسانیت کو فنا کرڈالا۔ علامہ اقبال نے وطن کو بحیثیت ایک سیاسی تصور کے پیش کیا ہے نسلی لسانی تکبر کی اقبال مذمت کرتے ہیں۔ اقبال نے اپنی فکر کے ذریعے اسلام کی مسلم برادری اور انسانی برادری کی بنیادیں مضبوط کرنے پر زور دیا تا کہ انسانیت کے تحفظ کا آفاقی نظریہ قائم ہوسکے جس میں اسلامی مملکت میں غیر مسلم کے حقوق بحیثیت شہری مسلمان کے برابر ہیں مسلمان کی شناخت اللہ کے رسول ﷺ سے تعلق پر ہے یہ وہ فکر ہے جو اللہ تعالی کے کلام مجید اور حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے پوری دنیا میں مسلمان کی شناخت عاشق رسول ﷺ کی حیثیت سے ہے جسے اقبال نے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے اپنی نظم وطنیت میں اسلامی قومیت اور یورپی تصور قومیت کا فرق اس طرح بیان کیا ہے۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے　　　اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ﷺ ہے (۱۰)

اے مسلمان تیرے بازو کو خدا نے توحید کی برکت سے قوت بخشی ہے تیرا دیس اسلام ہے تو اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ جو کائنات کیلئے رحمت ہیں اس کا نام لیوا ہے۔ تیری زندگی کی فنا اور بقا اسی نام سے ہے محبت وراحت کا سامان اسی پاک نام سے ہے۔ اللہ رب العالمین ہے پیغمبر رحمۃ للعالمین ہے اللہ پر ایمان لانے والا اور نبوی احکام پر چلنے والا عالمگیر انسانی معاشرے کا رکن ہے۔ مسلمان کا نظریہ حق کی حمایت کرنا ہے باطل کو مٹانا ہے مسلمانوں کا وطن صرف اسلام ہے علامہ نے یورپی تہذیب کے انسانیت سے متعلق نظریئے کے نقصانات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور یورپی نظریاتی فکر کے نقصانات اور اسلام مخالف سوچ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے　　　غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے (۱۱)

آج کی یورپی تہذیب جس میں حکومت، قومیت، سیاست کے بنیادی اصول سے قوموں کو قوت وطاقت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور وہ قومیں اپنی قوت قاہرہ سے دوسری قوموں کے حقوق چھین لیتی ہیں اقبال نے اس کی مذمت کی وطن پرستی اگر مذہب کے تابع ہے ہر شخص جوابدہ ہے ہر قوم دوسری قوم پر مظالم کیلئے جوابدہ ہے یہ اسلام کا حکم اور ہمارا ایمان ہے لیکن یورپ میں وطن پرستی کے نظریئے نے مسلمانوں سے زندگی کا حق چھین لیا ہے مسلمان ایسے نظریئے کو نہ اپنائیں جس میں مذہب کے عطا کردہ اصول زندگی غیر فعال ہو جائیں مذہب کالے اور گورے کا فرق مٹاتا ہے۔ برہمن اور شودر کو برابر حقوق دیتا ہے انسانی مساوات کی اعلی ترین مثالیں قائم ہوتی ہیں انسانی تحفظ اور اتحاد اتفاق قائم رہتا ہے۔ علامہ اقبال اسلام کو جدید تہذیب کا معمار قرار دیتے ہیں اور دوسرے نظریات قابل تنقید بتاتے ہیں۔

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی　　　رہ بحر میں آزاد وطن صورت ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوب الہی　　　دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے　　ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے(۱۲)

مسلمان اس نبی ﷺ کے حکم پر چلنے والے ہیں جوحق کو قائم کرنے اور نافذ کرنے کیلئے ترک وطن کرسکتا ہے سیاست کی زبان میں وطن ایک بت ہے مسلمان بت کی پوجا نہیں کرتا وہ خدا کی پوجا کرتا ہے۔ وہ رسالت پناہ کی زبان سے وطن کا مفہوم اخذ کرتا ہے اس کی نسبت کسی قطعہ ارض سے نہیں اس سوچ سے ہے جوحق ہے اقبال دین اور سیاست کی آویزش کو دین کے تابع کرتے ہیں تاکہ مزاج نبوت ﷺ کے عین مطابق نظام خلافت الٰہیہ کا نفاذ عمل میں آسکے۔ علامہ مسلمانوں کو سبق دیتے ہیں کہ ان کی اس دنیا میں اور آخرت میں کامیابی سیرت رسول ﷺ پر عمل کرنے میں ہے۔

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھادے　　اے مصطفوی ﷺ خاک میں اس بت کو ملادے (۱۳)

دنیا میں مختلف قوموں میں وطنیت کے یورپی مفہوم سے دشمنی پیدا ہوئی تجارت کے نام پر پوری دنیا پر قبضہ کرنا جائز ہوگیا سیاست میں آج سچائی اور انسانی خدمت کا جذبہ ختم ہوگیا ہے حق وانصاف کا پاس اٹھ گیا ہے کمزوروں پر ظلم کرنا ان کے وسائل چھین کر اپنی قوم کے تعیش کیلئے جمع کرلینا مخلوق خدا کو سینکڑوں قوموں میں بانٹ دینا اسلام کا پیغام نہیں ہے اسلام امن وامان قائم کرتا ہے الفت ومحبت اور اتحاد کا درس دیتا ہے وطینت کے متعصّبانہ جذبے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ حق وباطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ ظالم کو سزا دیتا ہے مظلوم کی دادرسی کرتا ہے۔ اسلامی ممالک میں غیر مسلم آزاد ہیں مگر یورپ کے متعصبانہ نظریئے کے زیر اثر علاقوں میں انسان محفوظ نہیں۔

مدفون یثرب ﷺ کی غلامی اعلیٰ ترین اعزاز ہے

ترکوں کی حکومت حجاز کے باشندوں پر سختی سے گریز کرتی تھی اس دور میں حجاج کے قافلوں کو عرب بدو لوٹ لیا کرتے تھے یہ سفر مسلمانوں کیلئے آزمائش اور جان و مال کے خطرے کے باعث مہلک تھا لیکن حضور ﷺ سے محبت کرنے والے شمع نبوت ﷺ کے پروانے بے نیاز ہوکر یہ سفر شوق شہادت میں اختیار کرتے تھے ان کی سوچ کا محور یہ تھا کہ حج ہوگیا تو گناہوں کی بخشش کا سامان ہوگیا اور اگر حضور ﷺ کی محبت میں جان گئی تو شہادت کا رتبہ مل گیا یہ سعادت بھرا سفر فدایانِ رسول ﷺ کیلئے زندگی کا نصب العین تھا۔ علامہ اقبال کے دل میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ بے مثال تھا لہذا ان سفری صعوبتوں سے متعلق ایمانی لذت کے باعث حجاز مقدس کا سفر کرنے والے نہایت احترام کے قابل ٹھہرے اور اس وارفتگی نسبت رسول ﷺ کا شوق جب عروج پر پہنچتا تو آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے تھے اس پر عقیدت وعظمت کا سفر ایک بخارا کے نوجوان کے خاک وخون میں لتھڑنے اور جذبہ محبت رسول ﷺ سے سرشار جذبات کا اظہار اقبال نے حقیقت خود آگہی واردات قلب اور تاثرات کا ذکر بزبان مسافر حج کیا ہے۔ آپ اپنے اشعار میں ایک اثر انگیز اور وجد آور کیفیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں اپنی نظم ایک حاجی مدینے کے راستے میں فرماتے ہیں۔

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دور　　اس بیاباں یعنی بحر خشک کا ساحل ہے دور

خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل　　　شوق کہتا ہے کہ تو مسلم ہے بیباکانہ چل (۱۴)

یہ بیاباں خشک سمندر کی طرح ہے جہاں قافلے لٹ جاتے ہیں اس کا کنارہ دور ہے یہ بیاباں طے کرنا مشکلات کا باعث ہے اس مقدس سفر کے ساتھی لٹیروں کے خنجر کا شکار ہو جاتے ہیں اور کئی ہمت ہار کر مدینہ جانے کی بجائے واپس مکہ لوٹ جاتے ہیں اس نظم کا مرکزی نقطہ عشق رسول ﷺ ہے جہاں خطرات کتنی ہی خطرناک صورت اختیار کر جائیں مسلمان کو رسول ﷺ کے عشق میں مگن ہو کر روضہ رسول ﷺ پر حاضری ضروری دینی چاہیئے جان کا خوف ایسا ہے کہ مدینہ کا سفر نہ کرنا چاہیئے لیکن عشق رسول ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ تو مسلمان ہے موت سے مت ڈر بے خوف ہو کر چل میں اگر روضہ رسول کی زیارت کے بغیر چلا جاؤں گا تو قیامت کے دن حضور ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا قیامت کے دن عاشقان رسول ﷺ کی صف میں کیسے کھڑا ہو سکوں گا حجاز کے صحرا میں محبت رسول ﷺ سے سرشار پھرنے والے کو موت کا خوف نہیں ہونا چاہیئے حضور ﷺ کی ہجرت میں یہی راز تھا ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے اقبال نے راستے میں لوٹنے والے کے خنجر کو چاند سے مشابہت دے کر ایمان کی روشنی کو غالب بیان کیا ہے گویا خنجر کی چمک نہیں بلکہ عید کا چاند ہے۔ تقویٰ روحانی درجات کی بلندی کا سبب ہے جسمانی ایذائیں روحانی لذت کو کم نہیں کر سکتیں۔

علامہ اقبال عشق رسول اور جذبے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا　　　عاشقوں کو روز محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا

خوف جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز　　　ہجرت مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز

گو سلامت محمل شاہی کی ہمراہی میں ہے　　　عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے (۱۵)

حاجی جس شوق شہادت سے قدم بوسی رسول ﷺ کے واسطے یہ سفر اختیار کرتا ہے اس سفر کی تکالیف اس شرمندگی سے کمتر ہیں جو قیامت کے دن عاشقان مصطفےٰ ﷺ میں نام نہ آنے کے باعث ہو گی لہذا اس سفر کے مصائب اور آزمائش اللہ کے رسول ﷺ نے سفر ہجرت کے دوران خود برداشت کیں تا قیام قیامت انسانیت کی رہنمائی اور کامیابی کیلئے دین کا عمل نفاذ ہجرت مدینہ کے بعد ممکن ہوا آپ نے اللہ کے حکم کی اطاعت میں جو مشکلات برداشت کیں آج کی مشکلات ان مشکلات کا عشر عشیر بھی نہیں رسول ﷺ سے عشق کرنا ہے تو ان کے راستے پر چلنا ہے یہ ایمان کا تقاضا بھی ہے اور حکم خداوندی بھی یہ سنت رسول ﷺ بھی ہے اور تقویٰ کا ثبوت بھی یہ متاع زندگی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی مدینہ کی طرف روانہ ہونے والا اپنے دل سے کہتا ہے کہ اگر محمل شاہی کے ساتھ تحفظ و راحت کا سفر بھی ہو تو عشق رسول ﷺ میں پاؤں زخمی کرنا ہرگز کمتر نہیں بلکہ شرف قبولیت ہے۔ عشق خطرات مصیبتوں اور دکھوں میں لذت عطا کرتا ہے عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب کیلئے جان خطرے میں ڈالی جائے۔ افسوس ہے اس عقل پر جس کی فکر ہر وقت فائدہ اور نقصان کا درس دیتی رہتی ہے راحت و تکلیف کا فرق بتاتی ہے۔ اور ایمان کو کمزور کر دیتی ہے۔ لیکن عشق کا جذبہ صادق بے باک، بے خوف اور نڈر ہے۔ اسے سود و زیاں سے فرق نہیں پڑتا عشق خطرات قبول کرتے وقت مشکلات کا خیال نہیں کرتا

اس کی نظر صرف زیارت رسول ﷺ پر جمی رہتی ہے یہی اس کی طلب اور محور زندگی ہے۔ اقبال عشق اور عقل کی طلب کا انجام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق　　　　عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی (۱۶)

عقل جسمانی تقاضوں میں گم ہے عشق روحانی لطائف کا حریص ہے۔ آج مسلمانوں کی عقل پر دنیا کی محبت کا پردہ ہے جس میں موت کے بعد کی زندگی کا شعور نہیں انھیں رسول سے تعلق ہے عشق و محبت نہیں یہی وجہ زوال امت کا باعث ہے۔

خواب گاہ نبوی ﷺ پر مسلمان کی فریاد

علامہ اقبال کی دینی حمیت کو یہ گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان اپنے مسلمان ہونے کے اعتراف کے بعد اپنے نظریات و خیالات کو سیرت نبوی ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے سے مستعار لے۔ اس کی بنیادی وجہ ان خیالات و نظریات کا معیار زندگی ہے جو اللہ کی بندگی اور رسول ﷺ کی زندگی سے عبارت ہیں اسلام کا نظریہ حقوق انسانی اعلیٰ ترین انصاف اور شرف انسانیت کے تحفظ کی ضمانت ہے مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ اور سیرت رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور نظریئے کی ضرورت نہیں علامہ اقبال نے اس "قطعہ" کے اشعار میں بارگاہ نبوی ﷺ میں فریاد پیش کی ہے جو مسلمانوں میں قومیت پرستی جیسے خلاف اسلام نظریئے کے قائل ہیں اسلام کی بنیاد فکری قومیت اور ایمان باللہ اطاعت رسول اللہ پر ہے علامہ اقبال بارگاہ نبوت میں اپنے ذوق کی تسکین پیش نہیں کرتے بلکہ قوم کے دردمند کے طور پر التجا کرتے ہیں مسلمانوں کی گمراہیوں اور کوتاہیوں کے نتائج سے آگاہ کرتے ہیں۔ اپنے جذبات و خیالات کا اظہار قوم کے درد اور مستقبل کیلئے دعا اور دوا کے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا عصر حاضر کے نظریات کا گرویدہ ہو کر مغربی سوچ اختیار کرنا امت کی رسوائی کا باعث ہے علامہ اقبال کو قوم کی زبوں حالی کا اتنا دکھ نہیں جتنا گمراہی کا ہے اقبال یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ مسلمان غیر مسلم کے طور طریقے اختیار کریں وہ اپنے کانوں کی بجائے دوسروں کے کانوں سے سنیں اپنے دماغ سے کام نہ لیں اور دوسروں کے دماغ سے سوچیں اپنی زبان کو تالا لگا دیں اور دوسروں کی زبان بولیں اپنے افکار و خیالات فراموش کر دیں اور دوسروں کے افکار و خیالات کو اپنا اثاثہ بنالیں اور انھیں اپنے تخیل کی معراج تصور کرنے لگیں ان خطرات کے پیش نظر علامہ اقبال نے اپنی فریاد بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کی ہے آپ فرماتے ہیں۔

کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبوی ﷺ پہ رُو رُو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں
یہ زائران حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں (۱۷)

علامہ اقبال کے عشق رسول ﷺ کے نظائر

ایک مسلمان کی خواب گاہ نبوی پر آہ وزاری کے درد کی وجہ مصر اور ہندوستان کے مسلمانوں کے اسلامی ملت کی شناخت قومیت کی اسلامی بنیادوں کو چھوڑ کر یورپ کے نظریات پر چل کر اسلامی ملت کی بنیادوں کو ڈھا رہے ہیں حاکموں کے درآمد کردہ نظریات پر قوم نے عمل شروع کر دیا ہے جوامت اسلامیہ کے نظریات کے آفاقی اصولوں کے خلاف ہے انہوں نے حقیقی فلاح و بہبود کے طریقہ کو چھوڑ کر مصلحت آمیز اور ذاتی فائدے کے لئے وہ قومی فوائد قربان کر دیئے ہیں جوامت اسلامیہ کی شناخت تھے وہ یورپ کو اپنا کعبہ سمجھتے ہیں یورپی خرافات کو دیکھ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اپنے فخر کا ذریعہ بنا کر پیش کرتے ہیں وہ ان چیزوں سے اس قدر مرعوب ہیں کہ قیادت کا منصب بھول گئے ہیں وہ انگریزوں اپنا رہبر مانتے ہیں لیکن اے اللہ کے رسول ﷺ جب انہوں نے آپ کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل نہیں کی آپ کے عطا کردہ صراط مستقیم پر نہیں چلے تو ایمان والوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں علامہ اپنی ولی کیفیت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سنے گا اقبال کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں (۱۸)

موجودہ دور کے سیاسی رہنماؤں کے خیالات قوم کے مفاد میں نہیں انھیں ان کی خودساختہ عزت و نفع کے سوا کچھ نہیں سوجھتا اللہ تعالی ایسے رہنماؤں سے برصغیر کے مسلمانوں کو محفوظ رکھے جو مسلمانوں کو بگاڑ کر اپنی عزت وعظمت کو کیش کرا رہے ہیں جو ان کا دنیاوی مفاد ہے اس کا قوم کے مستقبل کی تعمیر وترقی سے کوئی واسطہ نہیں اقبال حسرت کے انداز میں خود سے مخاطب ہیں اور موجودہ اسلامی معاشرے کے اخلاقی زوال پر افسردہ ہیں علامہ نے ایسے ہی ناعاقبت اندیش حکمرانوں اور رہنماؤں کیلئے فرمایا ہے۔

جعفر از بنگال صادق از دکن ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن (۱۹)

ایسے حکمران اور سیاست دان اپنی شعبدہ بازیوں کے ذریعے اپنے لئے سامان عیش و عشرت کا سامان کرتے ہیں اور اپنی قوم کے قابل فخر انسانوں کو اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں نے عرصہ دراز برسر اقتدار رہ کر انسانوں کو شرف انسانیت سے نوازا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ ملت اسلامیہ کے مثالی کردار کی تقلید کی بجائے دوسری قوموں کی تقلید میں اخلاقی طور پر اس قدر کمزور ہوئے کہ اقتدار بھی گیا اور عظمت امت اسلامیہ کے احترام کو بھی قائم نہ رکھ سکے اور جدید نظریات کے شکار ہو کر قوموں کی ترقی میں سب سے پیچھے رہ گئے بلکہ دوسری قوموں کے ایسے محکوم ہوئے کہ سیاسی آزادی کے باوجود ذہنی آزادی حاصل نہ کر سکے۔

بزم رسالت کی شان عظمت

علامہ اقبال مختصر سی نظم "حضور رسالت مآب ﷺ میں "اپنے منفرد انداز سے پیش ہوتے ہیں ذات رسالت مآب ﷺ

سے عشق کو مختلف طریقوں سے نمایاں کرتے ہیں طرح طرح کے نئے اسلوب اختیار کرتے اور نئے ڈھنگ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے جذبے نے اقبال کو ہمیشہ سرگرداں رکھا اپنی حسرت وتمنا کا اظہار والہانہ انداز میں کیا ہر مرتبہ جو انداز اختیار کیا پہلے سے الگ تھا آپ فرماتے ہیں۔

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو　　　حضورِ آیہء رحمت میں لے گئے مجھ کو(۲۰)

علامہ اقبال حضور کی بارگاہ آیہء رحمت میں حاضری چاہتے ہیں مگر آداب بجالانے کی ہمت نہیں فرشتے آداب سے واقف ہیں جو انسان کی کمزوریوں سے بھی واقف ہیں آداب رحمت للعالمین کا سلیقہ سکھاتے ہیں تاکہ شرف قبولیت آداب بندگی کے شایان شان حاضری ممکن ہو سکے اس قبولیت میں علامہ اپنے دل کی بات حضور کی بارگاہ رحمت میں پیش کرنے کا نقشہ منفرد انداز میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہا حضور ﷺ نے اے عندلیب باغ حجاز!　　　کلی کلی ہے تری گرمیٔ نوا سے گداز
ہمیشہ سرخوش جام ولا ہے دل تیرا　　　فتادگی ہے تری غیرت سجود و نیاز
اڑا جو پستی دنیا سے تو سوئے گردوں　　　سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعت پرواز
نکل کے باغ جہاں برنگ بو آیا　　　ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا(۲۱)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے بلبل حجاز تیری آواز وانداز دلربا ایسا ہے جس سے ہر کلی کا دل پگھل جاتا ہے تیرا دل محبت رسول سے بھرا ہوا ہے شراب طہور کی کیفیت ایمانی طاقت وتقویٰ کی علامت ہے تیری بے چینی کا وہی درجہ ہے جو سجدوں کے دوران عاجزی وحمیت دین کے جذبات سے بھرپور ہے تو دنیا کی بستی سے آسمان کی بلندیوں کی طرف آیا ہے یہ اوج کمال فرشتوں کی تربیت کے تو نے حاصل کی ہے۔ دنیا کی تمام زمین اللہ کا گھر ہے اس باغ جہاں سے خوشبو کی طرح تیرا حاضر ہونا اطاعت کامل کا اظہار ہے اس اظہار بندگی کی قبولیت حاصل ہے طلب کرنا تیرا کام ہے طلب کا پورا کرنا میرا کام ہے بھلا یہ تو بتا کہ میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے علامہ اقبال کی زندگی تقویٰ اور ریاضت سے عبارت نہیں ہے لیکن اقبال نے اپنے اندر عشق رسول سے مخمور طبع زاد جواب پیدا کر لیا جو صرف اقبال ہی دے سکتے تھے۔

اس نظم میں علامہ اقبال نے سلطنت عثمانیہ اسلامیہ کے ٹکڑے ہونے اور مسلمانوں پر آزمائش اور فرنگی طاقتوں کے مظالم کے پس منظر میں لکھی ہے جب عالم اسلام تباہی سے دوچار تھا اور مصر، شام عراق حجاز کے مسلمان ترکوں کے شانہ بشانہ سامراجی طاقتوں کا مقابلہ کر رہے تھے ان کے جذبہ شہادت کی قبولیت کیلئے حضور کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہوئے التجا کی آپ نے طرابلس کے شہیدوں کی تصویر پیش کرتے ہوئے لکھا

حضور ﷺ دہر میں آسودگی نہیں ملتی　　　تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں   وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی (۲۲)

حضور کی خدمت میں مسلمانوں کے مشکل حالات اور اخلاقی کمزوریوں کے حوالے سے عرض گزار ہوتے ہیں دنیا میں امن آرام وچین مسلمانوں کو نصیب نہیں اس زندگی کی سب کو تلاش ہے جو امن وسکون اور عزت نفس کی حامل ہو باغ میں لالہ وگلاب کے ہزاروں پھول ہیں لیکن انھیں ایسی کلی کی تلاش ہے جس میں وفا ہو مسلمانوں میں اس تقویٰ کی کمی ہے جس کی ان حالات میں ضرورت ہے علامہ اقبال مسلمانوں کی حالت زار کے بعد اپنی نذر حضور کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں   جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تیری امت کی آبرو اس میں   طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں (۲۳)

علامہ اقبال کی نگاہ میں مسلمان کیلئے اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے شہید ہونے سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں کیونکہ مسلمان کی زندگی کا اولین مقصد توحید ورسالت کی سربلندی کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اقبال کے نزدیک حضور کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے شیشے کی ایک صراحی ہے جو خصوصیت اس میں ہے وہ دنیا میں کہیں نہیں وہ بہشت میں بھی نہیں ملتی اور یہ ہے مسلمانوں کی آبرو جس کو قائم رکھنے کیلئے مسلمان جان قربان کرتے ہیں یہ جذبہ شوق شہادت اللہ کی دین ہے اور اسے یہ مرتبہ ملتا ہے جسے اللہ چاہتا ہے اللہ اسے یہ مرتبہ عطا کرتا ہے جو رسول ﷺ کی اطاعت میں اپنا سب کچھ پیش کر دیتا ہے یہ جذبہ عشق رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں بے شک اقبال کی نذر اور اس کو پیش کرنے کا انداز بے مثال ہے۔

۱۔ بانگ درا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔ اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 156

۲۔ بانگ درا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔ اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 156

حوالہ جات

۳۔ تجرید بخاری۔ترجمہ علامہ حسین بن مبارک۔دارالاشاعت کراچی۔1981 صفحہ 59

۴۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 170

۵۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 170

۶۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 170

۷۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 170

۸۔ سورہ بنی اسرائیل۔آیت نمبر 81

۹۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 170

۱۰۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 171

۱۱۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 171

۱۲۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 172

۱۳۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 171

۱۴۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 172

۱۵۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 173

۱۶۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔کلیات اقبال۔الفیصل اردو بازار لاہور 2011 صفحہ 339

۱۷۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 173

۱۸۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 173

۱۹۔ کلیات اقبال۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 614

۲۰۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 208

۲۱۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 209

۲۲۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 209

۲۳۔ بانگ درا۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال اکیڈمی لاہور 1990ء صفحہ 209